صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 01 (Jan-March 2026)

تربیتِ اطفال میں والدین، اساتذہ اور معاشرے کا کردار: عوامل، اثرات اور اصلاحی حکمتِ عملیاں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Role of Parents, Teachers, and Society in Child Upbringing: An Analytical Study of Factors, Impacts, and Reform Strategies

Dr. Muhammad Toseef
HOD, Department of Research & Development QSP, Character Education Foundation (CEF) Islamabad, Pakistan
mtoseef50@gmail.com

Abstract:

The upbringing of children plays a vital role in shaping the intellectual, moral, and social foundations of society. Parents, teachers, and the social environment act as key elements influencing the child's personality and character formation. This study aims to analyze the combined effects of these three factors on child training, highlighting their positive and negative aspects, and proposing an effective framework for balanced moral development. In the light of literature review, observations, and experiences, it becomes evident that the harmony between parental involvement, teachers' moral guidance, and societal values is essential for the holistic development of children. The study concludes by recommending the development of an integrated training model that connects the home, educational institutions, and society to promote character-based and balanced growth.

Keywords: *Child Training, Parents, Teachers, Society, Character Formation, Moral Development, Educational Model*

تعارف:

کسی قوم کی فکری، اخلاقی اور سماجی بنیادوں کی تعمیر اس کے افراد کی تربیت سے مشروط ہوتی ہے۔ بچے چونکہ مستقبل کے معمار اور اقدار کے امین ہوتے ہیں، اس لیے اُن کی شخصیت سازی ایک ہمہ جہتی اور اجتماعی ذمہ داری ہے۔ تربیت محض نصابی عمل نہیں بلکہ یہ کردار، اخلاق، طرزِ فکر اور سماجی رویّوں کی تشکیل کا جامع نظام ہے اور کردار سازی دراصل ایک منظم، مسلسل اور ہمہ جہتی تربیتی عمل ہے جس کے ذریعے فرد کی شخصیت میں اخلاقی اقدار، مثبت عادات، ذمہ دارانہ رویّے، فکری پختگی اور سماجی مہارتیں پروان چڑھائی جاتی ہیں اس عمل کا مقصد بچے میں سچائی، دیانت، احترام، ہمدردی، صبر، نظم و ضبط اور درست فیصلہ سازی جیسے اوصاف پیدا کرنا ہے تاکہ وہ ایک متوازن عملی اور معاشرتی کردار رکھنے والا انسان بن سکے۔ بچے کی نشوونما میں تین بنیادی عوامل مرکزی کردار ادا کرتے ہیں: والدین، اساتذہ اور معاشرہ۔ والدین بچے کی ابتدائی اخلاقی و جذباتی تربیت کی بنیاد رکھتے ہیں، اساتذہ فکری و تعلیمی ارتقاء کی راہیں کھولتا ہے، جبکہ معاشرہ ان دونوں اثرات کو عملی زندگی کے تجربات میں ڈھالتا ہے۔ تاہم جدید عہد میں تیز رفتار سماجی تبدیلیاں، میڈیا کے اثرات اور خاندانی نظام کی کمزوریاں اس تربیتی توازن کو متاثر کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ تربیت کے ان باہمی اثرات کو علمی انداز میں جانچا جائے تاکہ ایک متوازن اور ہم آہنگ تربیتی فریم ورک تشکیل دیا جا سکے۔

سابقہ تحقیقات و نظریاتی پس منظر:

اسلامی اور مغربی علمی روایتوں میں تربیتِ اطفال پر گراں قدر علمی و تحقیقی کام کیا گیا ہے، جو فکری تسلسل اور تربیتی تصورات کی ارتقا کو نمایاں کرتا ہے۔ اسلامی مفکرین نے تربیت کو تزکیہ نفس و تزکیہ اخلاق اور عبدیت کے زاویوں سے دیکھا ہے جب کہ مغربی ماہرین نے اسے ادراکی، سماجی اور مشاہداتی عمل کے طور پر بیان کیا ہے۔

تربیتِ اطفال اور اسلامی مفکرینِ تعلیم کی آراء:

امام ابو حامد الغزالیؒ کے نزدیک بچہ اپنی فطرت کے اعتبار سے صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ اس کی نیکی یا بدی کا انحصار والدین، اساتذہ اور ماحول کی تربیت پر ہوتا ہے۔ آپؒ کے تصورِ تعلیم و تربیت کا مرکزی مقصد تزکیہ نفس اور اخلاقی پاکیزگی کا حصول ہے۔[1]

ابن خلدونؒ کے نزدیک تربیت ایک تدریجی اور سماجی عمل ہے جس میں بچے کی نفسیات، فطرت اور تجربے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کے نزدیک سختی بچے کی فطرت کو توڑ دیتی ہے اور اس کے اندر جھوٹ، منافقت اور خوف جیسی منفی صفات پیدا کرتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ شفقت، نرمی اور تدریج کے ساتھ بچے کی رہنمائی کریں۔ اساتذہ کا کردار صرف علم کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ وہ ادب و کردار کی تربیت بھی کریں۔ معاشرہ اپنی سماجی عادات، اقدار اور رویّوں کے ذریعے بچے کے کردار کی تشکیل میں نمایاں اثر ڈالتا ہے۔[2]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک تربیتِ اطفال ایک جامع، اخلاقی اور عملی عمل ہے جس کا مقصد بچے کی فکری، اخلاقی اور روحانی نشوونما ہے۔ بچے کی شخصیت والدین، اساتذہ اور معاشرتی ماحول کے اثرات سے بنتی ہے۔ تربیت کا محور تزکیۂ نفس، اخلاقی پاکیزگی اور عملی کردار ہے، اور یہ تدریجی اور مشاہداتی عمل کے ذریعے مؤثر ہوتی ہے۔[3]

سر سید احمد خان کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف دینی یا دنیاوی علم حاصل کرنا نہیں، بلکہ ایسے انسان کی تشکیل ہے جو عقلی، سائنسی اور اخلاقی شعور رکھتا ہو۔ ان کے نزدیک تربیت کا عمل بچے کو علم دوست، منطقی اور مہذب شہری بنانا ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ جدید اور اخلاقی تربیت میں توازن قائم رکھیں، اساتذہ کو چاہیے کہ

---

[1] الغزالی، ابو حامد، *احیاء علوم الدین*۔ بیروت: دار المعرفۃ، ج 1، ص 54–60۔

[2] ابنِ خلدون، عبد الرّحمٰن۔ *المقدمۃ*۔ بیروت: دار الفکر، ص 547–550۔

[3] دہلوی، شاہ ولی اللہ۔ *حجۃ اللہ البالغۃ*۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2005۔

وہ طلبہ کے لیے علم، منطق اور اخلاق کی زندہ مثال بنیں، جبکہ معاشرے کا فریضہ ہے کہ وہ جدید تعلیم اور سائنسی فکر کے فروغ کے لیے ایک مثبت اور معاون ماحول فراہم کرے۔[4]

علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک تعلیم و تربیت کا بنیادی مقصد خودی کی بیداری، عملی جرات اور کردار میں پختگی پیدا کرنا ہے۔ اقبالؒ کے خیال میں استاد محض علم دینے والا نہیں بلکہ "مصورِ تقدیرِ امت" ہے جو نئی نسل کے فکری اور اخلاقی خدوخال ترتیب دیتا ہے۔ والدین کا کردار بچے میں خودی، خوداعتمادی اور ایمان کی جڑیں مضبوط کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ عشق، عمل اور کردار کی روشنی سے شاگردوں کی تربیت کریں، جبکہ معاشرہ ایسا ماحول فراہم کرے جو ایمان، غیرت اور عمل کے جذبے کو فروغ دے۔[5]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد ایسے صالح انسان کی تیاری ہے جو اپنی زندگی کو عبدیتِ الٰہی کے اصول پر قائم کرے۔ ان کے مطابق تربیت دراصل انسانی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا عمل ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو اسلامی طرزِ زندگی سکھائیں اور اس کے اندر ایمان و عمل کی بنیاد مضبوط کریں۔ اساتذہ کو اپنی ذات اور عمل سے فکری و عملی نمونہ بنانا چاہیے تاکہ طلبہ اُن سے کردار اور فکر دونوں میں رہنمائی حاصل کریں۔ معاشرے کا فرض ہے کہ وہ عدل و تقویٰ پر مبنی ایسا نظام قائم کرے جو اسلامی تربیت کے فروغ کے لیے سازگار فضا مہیا کرے۔[6]

تربیتِ اطفال کے حوالے سے مندرجہ بالا اسلامی مفکرینِ تعلیم کا مجموعی نقطۂ نظر:

مذکورہ بالا اسلامی مفکرینِ تعلیم تربیتِ اطفال کو ایک ہمہ گیر، مربوط اور اجتماعی عمل کے طور پر دیکھتے ہیں، جس کا بنیادی مقصد بچے کی فکری، اخلاقی اور عملی شخصیت کی تعمیر ہے۔ مفکرینِ تعلیم کے نزدیک بچے کی فطرت بنیادی

---

[4] سرسید احمد خان۔ *خطباتِ علی گڑھ*۔ لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، 1962ء، ص 112۔

[5] اقبال، محمد۔ *ضربِ کلیم*۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1936ء، ص 78، نظم "مردِ مومن"۔

[6] مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ *تعلیماتِ اسلامی*۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1967ء۔

طور پر صاف اور خیر خواہ ہے، اور اس کی نیکی یا بدی کا دارومدار والدین، اساتذہ اور معاشرے کی تربیت پر ہوتا ہے۔

اسلامی مفکرین کے مطابق تربیت کا مرکزی محور تزکیہ نفس، اخلاقی پاکیزگی اور اسلامی اصولوں کے مطابق عملی کردار ہے۔ تربیت ایک تدریجی اور سماجی عمل کے طور پر چلتی ہے، جس میں سخت رویہ بچے کی فطرت کو متاثر کر سکتا ہے، اس لیے والدین کو شفقت اور تدریجی رہنمائی فراہم کرنی چاہیے اور اساتذہ علم کے ساتھ ادب و کردار کی تربیت بھی دیں۔ تربیت کا مقصد صرف علم یا عبادت تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسا انسان تیار کرنا ہے جو علم دوست، منطقی، مہذب، خوددار، خوداعتماد، ایمان دار اور عملی اخلاق کا حامل ہو۔ معاشرہ اس تربیتی عمل میں ایک سازگار اور معاون ماحول فراہم کرے تاکہ بچے کی فطرت، اخلاق اور کردار مضبوط ہوں۔ مجموعی طور پر یہ مفکریں اس بات پر متفق ہیں کہ تربیتِ اطفال ایک مربوط اور ہم آہنگ تربیتی فریم ورک کے تحت والدین، اساتذہ اور معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے، جس کا محور نہ صرف ذہنی و علمی نشوونما بلکہ اخلاقی، روحانی اور سماجی حوالے سے مکمل شخصیت کی تشکیل ہے۔

تربیتِ اطفال اور مغربی مفکرینِ تعلیم کی آراء:

البرٹ بینڈورا (Albert Bandura) نے سماجی سیکھنے کا نظریہ (Social Learning Theory) پیش کیا، جس میں وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ بچے محض ہدایت یا تجربے سے نہیں بلکہ مشاہدے، تقلید اور سماجی تعامل کے ذریعے سیکھتے ہیں۔[7] اس نظریے کے مطابق سیکھنے کا بڑا ذریعہ دوسروں کے اعمال اور رویّے ہیں، جنھیں بچے دیکھ کر اپناتے ہیں۔ اس تناظر میں والدین اور اساتذہ کی حیثیت نمونہ (Model) کی ہوتی ہے، کیونکہ بچے انہی کے کردار، گفتار اور طرزِ عمل سے متاثر ہو کر اپنی شخصیت اور اقدار تشکیل دیتے ہیں۔

[7] Bandura, Albert. *Social Learning Theory*. Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1977.

جین پیاجے (Jean Piaget) نے شعوری نشوونما کا نظریہ (Theory of Cognitive Development) پیش کیا، جس کے مطابق تعلیم و تربیت ہمیشہ بچے کی ذہنی سطح اور فکری استعداد کے مطابق ہونی چاہیے۔ پیاجے کے نزدیک بچے کی فکری پختگی اور علمی شعور ایک تدریجی عمل کے تحت عمر کے ساتھ ساتھ نشوونما پاتا ہے۔[8] اس لیے والدین اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کے ذہنی مرحلے کو سمجھ کر اسی کے مطابق تدریسی اور تربیتی سرگرمیاں ترتیب دیں۔ یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مؤثر تعلیم صرف معلومات دینے سے نہیں بلکہ بچے کے سوچنے، سمجھنے اور دریافت کرنے کی صلاحیت کو بیدار کرنے سے ممکن ہے۔

یوری برونفن بریز (Urie Bronfenbrenner) نے ماحولیاتی نظام کا نظریہ (Ecological Systems Theory) پیش کیا، جس کے مطابق بچے کی نشوونما اور تربیت صرف گھر یا اسکول تک محدود نہیں ہوتی بلکہ یہ متعدد ماحولیاتی دائروں کے باہمی تعامل کا نتیجہ ہوتی ہے۔[9] ان دائروں میں گھر، اسکول، ہم عمروں کا گروہ، مقامی ثقافت اور وسیع تر معاشرتی نظام شامل ہیں، جو مل کر بچے کی شخصیت، اقدار اور رویّوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق ایک متوازن تربیت کے لیے ضروری ہے کہ گھر، تعلیمی ادارے اور معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوں تاکہ بچے کے فکری، اخلاقی اور سماجی پہلو متوازن طور پر پروان چڑھیں۔

جان ڈیوی کے نزدیک تعلیم اور تربیت ایک عملی، تجرباتی اور سماجی عمل ہے جو بچے کی فکری، اخلاقی اور عملی نشوونما کو پروان چڑھاتا ہے۔ وہ تعلیم کو محض معلومات کے حصول تک محدود نہیں سمجھتے، بلکہ اسے مشاہدے، تجربے اور سرگرمیوں کے ذریعے سیکھنے کا مؤثر طریقہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا اصول "Learning by

[8] Piaget, Jean. *The Origins of Intelligence in Children*. New York: International Universities Press, 1952.
[9] Bronfenbrenner, Urie. *The Ecology of Human Development: Experiments by Nature and Design*. Cambridge, MA: Harvard University Press, 1979.

"Doing" بچوں میں مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت، تخلیقی سوچ اور خود اعتمادی کو مضبوط بناتا ہے۔ ڈیوی تعلیم کو سماجی عمل بھی تسلیم کرتے ہیں اور والدین، اساتذہ اور معاشرے کے باہمی کردار پر زور دیتے ہیں۔[10]

لارنس کولبرگ کے مطابق اخلاقی نشوونما ایک تدریجی اور مرحلہ وار عمل ہے جس کے ذریعے بچے کو اچھے اور برے کی سمجھ عمر کے ساتھ مضبوط ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اخلاقی نشوونما کو تین سطحوں میں بیان کیا ہے: ابتدائی سطح جہاں فیصلے انعام اور سزا کی بنیاد پر ہوتے ہیں، روایتی سطح جہاں معاشرتی اصول اور دوسروں کی توقعات فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اعلیٰ سطح جہاں فرد ذاتی اصولوں، انصاف اور عالمی انسانی اقدار کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔ کولبرگ واضح کرتے ہیں کہ اخلاقی شعور نصیحت سے نہیں بلکہ تجربات، عملی مثال اور مسئلہ حل کرنے کی تربیت سے پروان چڑھتا ہے، اور والدین، اساتذہ اور معاشرہ اس عمل میں بنیادی رہنمائی اور نمونہ فراہم کرتے ہیں۔[11]

لیو ویگوٹسکی کے نزدیک تعلیم ایک سماجی اور ثقافتی عمل ہے، جس میں بچے کی ذہنی نشوونما سماجی تعامل، گفتگو اور ثقافتی ماحول کے ذریعے آگے بڑھتی ہے۔ ان کا اہم تصور Zone of Proximal Development (ZPD) ہے، جس کے مطابق بچہ مناسب رہنمائی یا مدد (Scaffolding) کے ذریعے وہ کام بھی سیکھ سکتا ہے جو وہ اکیلا نہیں کر سکتا۔ ویگوٹسکی زبان اور ثقافت کو بچے کی سوچ، ادراک اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت کی تشکیل میں مرکزی حیثیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تربیت تب مؤثر ہوتی ہے جب سیکھنے کے تجربات سماجی تعامل کے ساتھ جڑے ہوں، جس سے بچہ ایک خود مختار، فکری اور سماجی شعور رکھنے والی شخصیت میں ڈھلتا ہے۔[12]

---

[10] Dewey, John. *Democracy and Education*. New York: Macmillan Company, 1916.
[11] Kohlberg, Lawrence. *The Philosophy of Moral Development: Moral Stages and the Idea of Justice*. San Francisco: Harper & Row, 1981.
[12] Vygotsky, Lev. *Mind in Society: The Development of Higher Psychological Processes*. Harvard: Harvard University Press, 1978.

تربیتِ اطفال کے حوالے سے مندرجہ بالا مغربی مفکرینِ تعلیم کا مجموعی نقطۂ نظر:

مندرجہ بالا مغربی مفکرین تربیتِ اطفال کو ایک فکری، سماجی اور ماحولیاتی عمل کے طور پر دیکھتے ہیں، جس میں بچے کی شخصیت رویّے اور اقدار کی نشوونما میں والدین، اساتذہ اور معاشرے کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک بچے محض ہدایت یا تجربے سے نہیں بلکہ مشاہدے، تقلید اور سماجی تعامل کے ذریعے سیکھتے ہیں اور والدین و اساتذہ ایک نمونہ (Model) کے طور پر بچے کی شخصیت اور اقدار کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے مطابق تربیت اور تعلیم ہمیشہ بچے کی ذہنی سطح اور فکری استعداد کے مطابق ہونی چاہیے، کیونکہ بچے کی فکری پختگی اور علمی شعور ایک تدریجی عمل کے تحت عمر کے ساتھ نشوونما پاتے ہیں۔ اس لیے والدین اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کے ذہنی مرحلے کو سمجھ کر اسی کے مطابق تربیتی اور تدریسی سرگرمیاں ترتیب دیں، تاکہ بچے کی سوچنے، سمجھنے اور دریافت کرنے کی صلاحیت بیدار ہو۔ اس کے علاوہ، تربیت صرف گھر یا اسکول تک محدود نہیں بلکہ یہ متعدد ماحولیاتی دائروں کے باہمی تعامل کا نتیجہ ہوتی ہے، جن میں گھر، اسکول، ہم عمروں کا گروہ، مقامی ثقافت اور وسیع تر معاشرتی نظام شامل ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق تربیت کا مقصد محض علمی یا عقلی ترقی نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور سماجی توازن پیدا کرنا ہے۔ اسلام میں تعلیم و تربیت کو ایک جامع عمل سمجھا گیا ہے جو انسان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں عقیدہ، عبادت، اخلاق اور سماجی رویّوں کو سنوارتا ہے۔ قرآن و سنت میں والدین، اساتذہ اور معاشرے کے کردار پر واضح رہنمائی موجود ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے (وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا[13]) یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تربیت محض حکم دینے کا نام نہیں، بلکہ مستقل مزاجی، محبت اور عملی نمونہ اختیار کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس طرح اسلامی تعلیم و تربیت کا نظام ایک ایسی ہم آہنگ شخصیت کی تشکیل کرتا ہے جو ایمان، اخلاق، علم اور عمل میں توازن رکھتی ہو۔

---

[13] القرآن الکریم، سورۃ طٰہٰ، آیت 132۔

بین الاقوامی مطالعات کے مطابق والدین کی توجہ اور خاندانی تعلقات بچوں کی شخصیت سازی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں۔[14] اسی طرح، تعلیمی ماہرین کے نزدیک معلم کا طرزِ عمل اور کردار سازی میں اس کی رہنمائی بچے کی اخلاقی نشوونما پر گہرے اثرات ڈالتی ہے۔[15] موجودہ لٹریچر سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جب گھر، اسکول اور معاشرہ مشترکہ اقدار اور اہداف پر متفق ہوں تو تربیت کے مثبت نتائج زیادہ دیرپا اور پائیدار ہوتے ہیں۔

ان تمام نظریات میں مشترک نکتہ یہ ہے کہ تربیت ایک مسلسل اور اشتراکی عمل ہے، جس میں والدین، اساتذہ اور معاشرہ یکساں اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ نظریاتی پس منظر اس بات کو مضبوطی سے واضح کرتا ہے کہ ایک متوازن تربیتی نظام اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب یہ تینوں عوامل مقصد، عمل اور رویّے میں ہم آہنگ ہوں۔

اگرچہ متعدد مطالعات نے والدین یا اساتذہ کے کردار پر الگ الگ روشنی ڈالی ہے، مگر تینوں والدین، اساتذہ اور معاشرتی عوامل کے باہمی تعلق، اثر پذیری اور اصلاحی حکمتِ عملیوں پر جامع تجزیاتی مطالعے کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔ خاص طور پر اس بات کی کمی محسوس ہوتی ہے کہ کس طرح ایک مربوط ماڈل کے ذریعے یہ تینوں عوامل تسلسل کے ساتھ بچوں کی تربیت برقرار رکھ سکتے ہیں۔ یہ مطالعہ اسی خلا کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے۔

بچوں کی تربیت کے بنیادی عوامل اور اُن کے کردار:

1. والدین: بچوں کی تربیت کا ابتدائی مرکز:

بچے کی شخصیت کی بنیاد گھر میں رکھی جاتی ہے۔ والدین بچے کے پہلے معلم، نگران اور مربی ہوتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل، گفتگو، محبت اور نظم و ضبط بچے کی فطرت پر گہرے اثرات ڈالتا ہے۔ قرآن مجید میں والدین کی تربیتی ذمہ

[14] UNICEF. *The State of the World's Children 2022: A Fair Chance for Every Child.* New York: United Nations Children's Fund, 2022. https://www.unicef.org/reports/state-worlds-children-2022.

[15] Lickona, Thomas. *Educating for Character: How Our Schools Can Teach Respect and Responsibility*. New York: Bantam Books, 1991.

داری کو بارہا اُجاگر کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں والدین کو براہِ راست حکم دیا گیا ہے("يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا)[16]

اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے بچائیں، یعنی اُن کی ایمانی و اخلاقی تربیت کو یقینی بنائیں۔ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ خاندانی تربیت کا مقصد صرف اخلاقی نظم نہیں بلکہ دینی، فکری اور روحانی تحفظ بھی ہے۔ والدین کا طرزِ تربیت بچے کے اخلاقی رجحانات، جذباتی توازن اور سماجی رویّوں کی سمت متعین کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جن گھروں میں والدین کی توجہ، مکالمہ اور محبت کا ماحول موجود ہوتا ہے وہاں بچوں کی خود اعتمادی اور کردار زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ گھریلو تربیت کا مرکز ایمان، عبادت، اور اخلاق ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے توحید، عبادت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور صبر کی تعلیم دی ہے جو ایک مکمل اخلاقی و روحانی تربیت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔[17] یہ تعلیمات اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ اسلامی تربیت عقیدہ، عبادت، اور کردار سازی کے ہمہ گیر اصولوں پر مبنی ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا("كلكم راعٍ وكلكم مسؤول عن رعيته)[18] یعنی ہر والدین اپنی اولاد کے اخلاق و کردار کے ذمہ دار ہیں کیوں کہ تربیتِ اطفال ایک ہمہ جہتی عمل ہے جس میں والدین، اساتذہ اور معاشرہ بچے کی شخصیت کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ خاندان بچے کی پہلی درسگاہ ہے جہاں بنیادی اخلاقی اقدار، جذباتی تحفظ اور شخصیت کی ابتدائی ساخت قائم ہوتی ہے۔ والدین کے رویّے اور گھریلو ماحول بچے کی زبان، اعتماد اور اخلاقیات کی تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

---

[16] القرآن الکریم، سورۃ التحریم، آیت 6۔

[17] القرآن الکریم، سورۃ لقمان، آیات 13–17۔

[18] البخاری، محمد بن اسماعیل۔ *الجامع الصحیح (صحیح البخاری)*، حدیث: 893۔

2. اساتذہ: بچوں کی تربیت میں شعور و کردار کی آبیاری کا مرکز:

استاد بچے کی شخصیت سازی میں خاندانی تربیت کے بعد سب سے مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ وہ صرف علم کا ناقل نہیں بلکہ اقدار کا مظہر ہوتا ہے۔ اسلامی روایت میں استاد کو "روحانی والد" کہا گیا ہے کیونکہ وہ بچے کی عقل، فکر اور عمل کو سلیقہ بخشتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق استاد کا رویہ، تدریسی اُسلوب اور طلبہ سے جذباتی تعلق، تربیتی نتائج پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ایک بااخلاق، بصیرت مند اور مثالی معلم نہ صرف علم منتقل کرتا ہے بلکہ طلبہ کے اندر تجسس، تحقیق اور کردار کی استقامت پیدا کرتا ہے۔ قرآن میں نبی کریم ﷺ کے مشن کو یوں بیان کیا گیا ہے(يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[19]۔ کہ آپ ﷺ لوگوں کا تزکیہ کرتے اور انہیں علم و حکمت سکھاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا(إنما بُعِثتُ معلمًا)[20]اس سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم اور تزکیہ ایک ہی تربیتی عمل کے دو لازمی پہلو ہیں اور معلم کا کردار بچے کی شخصیت کی تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ اسکول بچے کو علم، نظم و ضبط، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت اور سماجی تعامل کا منظم ماحول فراہم کرتا ہے۔ استاد علمی رہنمائی کے ساتھ رویّوں کی اصلاح اور شخصیت کے استحکام میں بھی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کی تربیت میں اساتذہ کرام کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

3. معاشرتی ماحول: بچوں کے کردار کی عملی تربیت کا مرکز:

معاشرہ وہ میدان ہے جہاں بچے کے تمام تربیتی اثرات عملاً ظاہر ہوتے ہیں۔ سماجی تعلقات، میڈیا، دوستوں کا حلقہ اور ثقافتی اقدار بچے کے رویّوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ اگر سماجی ماحول میں عدل، رواداری، دیانت اور احترامِ انسانیت کے اصول غالب ہوں تو ان اقدار کی منتقلی خود بخود نئی نسل تک پہنچتی

---

[19] القرآن الکریم، سورۃ الجمعہ، آیت 2۔

[20] ابنِ ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: 229۔

ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے("وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ)[21] کہ آپ میں سے ایک صالح جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔یہی آیت تربیتی سماج (Moral Society) کی بنیاد ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا(مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ)[22] یعنی معاشرہ ایک جسم کی مانند ہے، جس میں ایک عضو کی اصلاح پورے نظام پر اثر ڈالتی ہے۔

اسلامی نقطہِ نظر سے معاشرہ محض افراد کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک تربیتی نظام ہے۔ قرآن نے امتِ مسلمہ کو "خیرِ امت" قرار دے کر اجتماعی اصلاح کی ذمہ داری سونپی ہے۔اس تناظر میں ایک صالح معاشرہ وہی ہوتا ہے جہاں ادارے، ذرائع ابلاغ دینی مراکز اور تعلیمی نظام مل کر کردار سازی کا ماحول پیدا کریں۔ اسی طرح موجودہ دور کی تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ بچوں کی شخصیت سازی اس وقت متوازن ہوتی ہے جب والدین جذباتی تحفظ فراہم کریں، اساتذہ فکری رہنمائی دیں، معاشرہ مثبت اقدار کو فروغ دے۔یہی ہم آہنگی ایک جامع تربیتی ماڈل کی بنیاد بنتی ہے، جو اس تحقیق کا بنیادی مفروضہ بھی ہے کیوں کہ معاشرہ گھر اور اسکول میں سیکھی گئی تعلیمات کو عملی زندگی میں آزمانے کا موقع دیتا ہے۔ہم عمر ساتھی، ثقافتی اقدار، میڈیا اور روزمرہ کے تجربات بچے کے رویّوں اور اقدار کو مستحکم کرتے ہیں۔

والدین، اساتذہ اور معاشرے کا باہمی ربط

تحقیقی نظریات خصوصاً Ecological Systems Theory کے مطابق، بچے کی شخصیت کی نشوونما میں تربیت مختلف عوامل کے ہم آہنگ اور باہمی اثرات کا نتیجہ ہے۔ مائیکرو سسٹم (Microsystem) میں براہِ

[21] القرآن الکریم، سورۃ آلِ عمران، آیت 104۔

[22] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، حدیث:2586۔

راست تعلقات، میسو سسٹم (Mesosystem) میں تعلقات کے تعاملات، ایکسو سسٹم (Exosystem) اور میکرو سسٹم (Macrosystem) میں بالواسطہ اثرات، اور کرونو سسٹم (Chronosystem) میں وقت کے ساتھ تجربات بچے کی نشوونما پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ ماڈل تربیت کو محض انفرادی عمل نہیں بلکہ ایک وسیع سماجی اور ماحولیاتی تناظر میں سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز کی عادت کو سمجھ لیں یا سچ کی عادت کو ہی لے لیں:

نماز کی عادت : والدین گھر میں بچوں کو نماز کا عملی نمونہ فراہم کرتے ہیں، اساتذہ اسکول میں طریقہ کار اور روحانی مقصد سکھاتے ہیں اور معاشرہ اجتماعی عبادات اور روایات کے ذریعے اس عمل کو مضبوط کرتا ہے۔ اس مثال سے ہم ان تینوں عوامل کے باہمی ربط کو محسوس کر سکتے ہیں۔

سچ بولنے کی تربیت : والدین گھر میں بچوں کے لیے عملی مثال بنتے ہیں، اساتذہ تعلیمی ڈھانچے اور کلاس روم سرگرمیوں کے ذریعے سچائی کے عملی و اخلاقی پہلو واضح کرتے ہیں اور معاشرہ قانونی اور سماجی ضوابط کے ذریعے اسے معاشرتی توقعات کے طور پر پروان چڑھاتا ہے۔ یوں تربیتِ اطفال میں والدین، اساتذہ اور معاشرے کے باہمی ربط سے بچوں کے کردار کی نشوونما ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا عوامل کے انتخاب کی وجوہات

یہ تین عوامل اس لیے منتخب کیے گئے کیونکہ ہر بچہ کی نشوونما بنیادی طور پر ان تین عوامل سے حاصل ہوتی ہے: والدین، اساتذہ اور معاشرتی ماحول۔ یہ عوامل بچے کے تجربات، تعلقات اور سیکھنے کے عمل کو بنیادی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ مزید برآں جسمانی، جذباتی، فکری اور سماجی نشوونما انہی عوامل کے باہمی تعامل اور اثرات کے ذریعے وقوع پذیر ہوتی ہے، جہاں مائیکرو، میسو اور ایکسو سسٹمز بچے کی شخصیت اور رویوں کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں وہاں بچے کی شخصیت پر طویل المدت اثرات بھی انہی عوامل اور اداروں کے تجربات سے مرتب ہوتے ہیں، جو تربیت کے نتائج کو مستحکم، دیرپا اور عملی طور پر مؤثر بناتے ہیں۔

موجودہ تربیتی رویّے اور چیلنجز :

جدید دور میں تربیتِ اطفال کو جن حالات کا سامنا ہے، وہ ماضی سے بالکل مختلف ہیں۔ڈیجیٹل انقلاب، میڈیا کی رسائی خاندانی نظام کی کمزوری اور معاشی دباؤ نے تربیت کے روایتی ڈھانچے کو متاثر کیا ہے۔بچے کی تربیت اب صرف گھر یا اسکول تک محدود نہیں رہی وہ ڈیجیٹل معاشرے اور عالمی ثقافتی اثرات سے براہِ راست متاثر ہو رہا ہے۔جدید تحقیق بتاتی ہے کہ بچوں کے رویّے، اقدار اور دلچسپیاں اب زیادہ تر سوشل میڈیا، تفریحی مواد اور ہم عمروں کے گروہوں سے تشکیل پا رہی ہیں۔اس کے نتیجے میں روایتی خاندانی مکالمہ، اخلاقی رہنمائی اور روحانی وابستگی کمزور ہو گئی ہے۔اس صورتحال نے تربیت کو ایک کثیر الجہتی چیلنج بنا دیا ہے جس کا سامنا والدین، معلمین اور سماجی اداروں سے وابستہ سب افراد کو ہے۔

والدین مصروف ترین زندگی، معاشی دباؤ اور ڈیجیٹل مصروفیات کے باعث بچوں کو وقت نہیں دے پاتے جس کی وجہ سے گھر میں بچوں کے ساتھ مکالمہ اور اقدار کی منتقلی کا عمل کمزور پڑ گیا ہے۔کئی والدین خود واضح تربیتی وژن نہیں رکھتے، جس سے بچے اخلاقی ابہام اور راہ نمائی کے فقدان کا شکار ہوتے ہیں۔

میڈیا، انٹرنیٹ اور غیر متوازن ثقافتی رجحانات نے اقداری انتشار پیدا کیا ہے۔بچے تضادات سے بھرے معاشرتی پیغامات کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں گھر میں اخلاق کی تلقین مگر باہر مادیت، خود غرضی اور مقابلے کی دوڑ۔اس تضاد نے بچوں میں اخلاقی الجھن، کمزور خودی اور تشخص کا بحران پیدا کیا ہے۔جدید تحقیق اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ تربیت کے چیلنجز کا حل جامع و اشتراکی نظام میں مضمر ہے۔اس لیے خاندان کو "اخلاقی مکالمے" کا مرکز بنانا ضروری ہے۔اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت میں "کردار سازی" اور "روحانی تعلیم" کے مضامین شامل کیے جائیں۔میڈیا اور سماجی ادارے ایسے پروگرام فروغ دیں جو مثبت اقدار اور معاشرتی ہم آہنگی کو مضبوط کریں۔

عالمی سطح پر فن لینڈ، سنگاپور اور ملائیشیا جیسے ممالک نے کردار سازی پر مبنی تعلیم کو قومی نصاب میں شامل کر کے نمایاں نتائج حاصل کیے ہیں۔ اسلامی تناظر میں یہی تصور" تربیت بالنموذج" (Tarbiyah Based Model) کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔یعنی والدین، اساتذہ اور سماج سب عملی نمونہ بن کر تربیت کے تسلسل کو زندہ رکھتے ہیں۔

تربیت بالنموذج(Tarbiyah Based Model)

یہ ماڈل والدین، اساتذہ اور معاشرہ کو عملی نمونہ کے طور پر سامنے لاتا ہے تاکہ بچے مشاہدے، تقلید اور عملی تجربے کے ذریعے سیکھیں۔ تربیت بالنموذج ایک مربوط، ہم آہنگ اور اشتراکی عمل ہے جس میں بچے کی فکری، اخلاقی اور عملی شخصیت مسلسل اور مستحکم بنیادوں پر پروان چڑھتی ہے۔

نتائج وسفارشات:

موجودہ تربیتی بحران کی جڑ ادارہ جاتی بے ربطی اور اقداری انتشار ہے اگر تینوں تربیتی عوامل والدین، اساتذہ اور معاشرہ اپنی ذمہ داریوں کو مربوط نظام کے طور پر انجام دیں اور جدید ذرائع کو اخلاقی تعلیم کے لیے مثبت انداز میں استعمال کریں، تو تربیتِ اطفال کا عمل دوبارہ متوازن اور مؤثر ہو سکتا ہے۔ یہ تحقیق اس سمت میں رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ اسلامی اخلاقیات اور جدید سائنسی بصیرت کے امتزاج سے ایک ایسا جامع تربیتی ماڈل تشکیل دیا جا سکتا ہے جو عصری چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے کردار سازی کے مقاصد پورے کرے۔ موجودہ مطالعہ سے واضح ہوا کہ تربیتِ اطفال ایک جامع، مسلسل اور اشتراکی عمل ہے جس کے تین بنیادی عوامل والدین، اساتذہ اور معاشرہ باہمی ربط کے بغیر مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتے۔ اس تحقیقی مطالعے سے مندرجہ ذیل نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں:

- **تربیت ایک مشترکہ اور مربوط عمل ہے:**

بچے کی شخصیت کسی ایک ادارے کی پیداوار نہیں بلکہ والدین، اساتذہ اور معاشرے کے مسلسل اور باہمی تعامل کا نتیجہ ہوتی ہے جہاں ہم آہنگی ہی اثر پذیری کو یقینی بناتی ہے۔

- **والدین تربیت کی بنیاد اور سمت کا تعین کرتے ہیں:**

بچے کی اخلاقی، جذباتی اور ایمانی تشکیل گھر سے شروع ہوتی ہے۔ یہی بنیاد اس کی آئندہ فکری و عملی زندگی کا رخ متعین کرتی ہے۔

- **اساتذہ بنیاد کو شعور اور کردار میں ڈھالتے ہیں:**

معلم محض علم منتقل نہیں کرتا بلکہ وہ فکر، رویّہ اور کردار کی تعمیر کا عملی نمونہ بن کر بچے کی شخصیت کو پختگی بخشتا ہے۔

- **معاشرہ تربیت کو عملی حقیقت میں بدلتا ہے:**

گھر اور اسکول میں سیکھے گئے اقدار، معاشرتی ماحول میں آزمائش، تقویت یا کمزوری کا شکار ہوتے ہیں، اس لیے معاشرہ تربیت کا فیصلہ کن میدان ہے۔

- **تربیت کی اصل قوت عملی نمونے میں ہے:**

بچہ نصیحت سے زیادہ مشاہدہ، تقلید اور تجربے سے سیکھتا ہے، اس لیے والدین، اساتذہ اور معاشرہ سب کو عملی نمونہ بننا ناگزیر ہے۔

- **تربیتی عدم توازن، کردار کے بحران کو جنم دیتا ہے:**

جب گھر، اسکول اور معاشرہ اقدار اور رویّوں میں ہم آہنگ نہ ہوں تو بچے کی شخصیت میں تضاد اور کمزور خودی پیدا ہوتی ہے۔

- **جدید چیلنجز نے تربیت کو اجتماعی ذمہ داری بنادیا ہے:**

ڈیجیٹل میڈیا، معاشی دباؤ اور سماجی تبدیلیوں نے تربیت کو پیچیدہ بنادیا ہے، جس کا مؤثر حل صرف

مربوط اور مشترکہ نظام میں ممکن ہے۔ ایک مشہور کہاوت کے مصداق کہ "It takes a village to raise a child"

- **اسلامی اخلاقیات اور جدید نظریات کا امتزاج ناگزیر ہے:**

ایک مؤثر تربیتی نظام وہی ہے جو تزکیۂ نفس، اخلاقی اقدار اور سائنسی بصیرت کو یکجا کر کے متوازن، باکردار اور باشعور انسان تیار کرے۔

سفارشات :

موجودہ نتائج کی روشنی میں یہ تحقیق مطالعہ درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے:

- **خاندانی تربیت کی از سرِ نو بحالی:** والدین کے لیے تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے۔ گھروں میں گفتگو، مشاہدہ اور عملی سرگرمیوں کو تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔ والدین کو میڈیا لٹریسی (Media Literacy) کی تربیت دی جائے تاکہ وہ بچوں کی ڈیجیٹل عادات کی درست نگرانی کر سکیں۔
- **اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت:** تربیتِ اساتذہ کے پروگراموں میں کردار سازی کے ماڈیول شامل کیے جائیں۔ معلم کے لیے رول ماڈل کی حیثیت کو نصابِ تربیت کا مرکزی نکتہ بنایا جائے۔ اسکولوں میں " Mentorship Programs " متعارف کرائے جائیں تاکہ اساتذہ طلبہ کی رہنمائی ذاتی سطح پر کر سکیں۔
- **نصاب میں کردار سازی کا انضمام:** تعلیمی نصاب میں اخلاقی و سماجی مہارتوں کو مضامین کے ساتھ مربوط کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں "Values Integration Framework" تیار کیا جائے تاکہ کردار سازی محض ایک موضوع نہیں بلکہ تدریسی عمل کا حصہ بن جائے۔
- **سماجی اداروں اور میڈیا کی اصلاح:** ذرائع ابلاغ میں مثبت اقدار، خاندانی نظام اور کردار سازی پر مبنی مواد کو فروغ دیا جائے۔ تعلیمی ادارے اور میڈیا کے ادارے مشترکہ " تربیتی مہمات " چلائیں۔ اس

طرح معاشرتی ادارے، مساجد و مدارس، کمیونٹی سینٹرز، این جی اوز اجتماعی تربیت کو فروغ دینے میں فعال کردار ادا کریں۔

- **جامع تربیتی فریم ورک کی تشکیل:** ایک ایسا ہمہ گیر ماڈل تیار کیا جائے جو والدین، اساتذہ اور سماجی اداروں کے کردار کو مربوط کرے۔اس فریم ورک میں اسلامی اخلاقی اصولوں اور جدید تربیتی نظریات کو امتزاجی شکل میں شامل کیا جائے۔ ہر سطح پر تربیتی اہداف طے کیے جائیں جن سے بچوں کی اخلاقی و سماجی ترقی کی پیمائش ممکن ہو۔نیچے دیئے گئے ڈایاگرام کا بغور مطالعہ کریں اور بچوں کی تربیت میں تینوں عوامل کے کردار، باہمی ربط و تعلق اور مشترکہ اثرات پر غور کریں تو سمجھ آتی ہے کہ کردار سازی کے لیے ان تینوں عوامل کا یکجا ہونا اور یکساں اُصولوں کے مطابق آگے بڑھنا کتنا ناگزیر ہے اور ہمیں بچوں کی کردار سازی کے لیے تینوں عوامل کے لیے کیا کیا اہداف طے کرنے کی ضرورت ہے۔

بچے کی نشوونما میں تینوں عوامل کا باہمی کردار

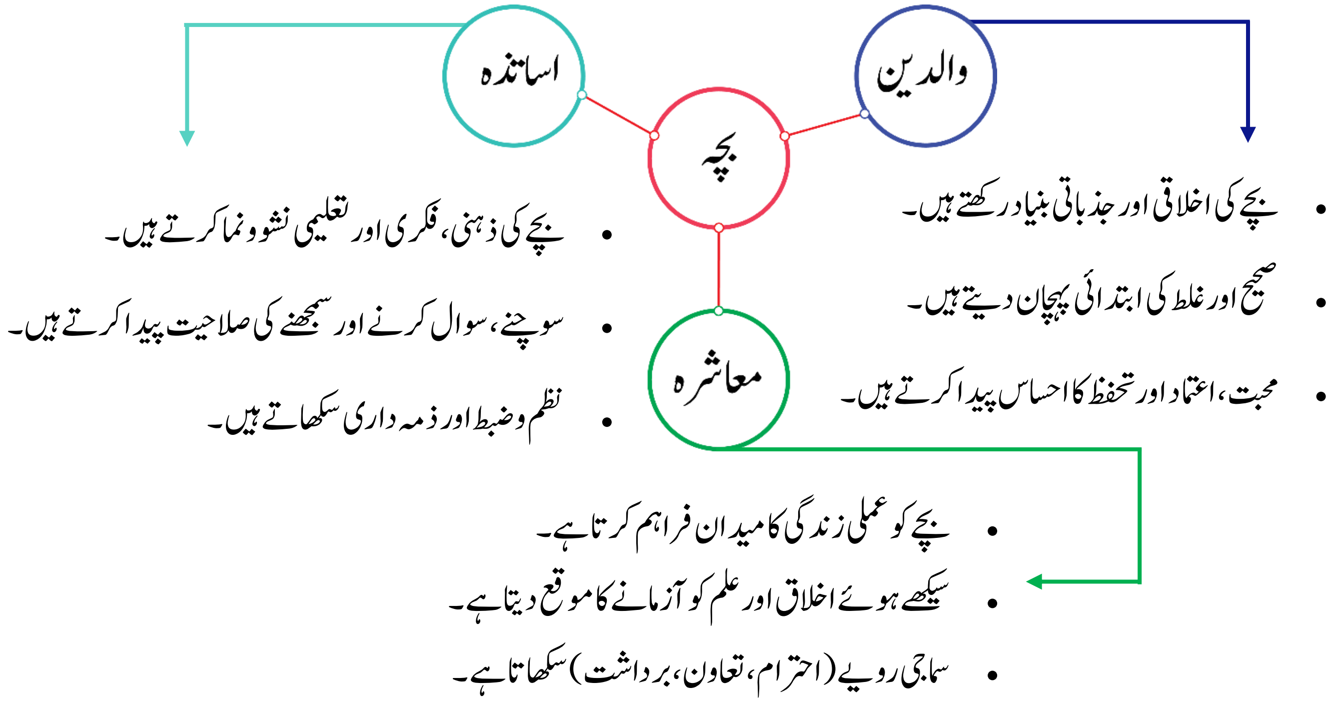

بچے کی نشوونما میں تینوں عوامل کا باہمی ربط

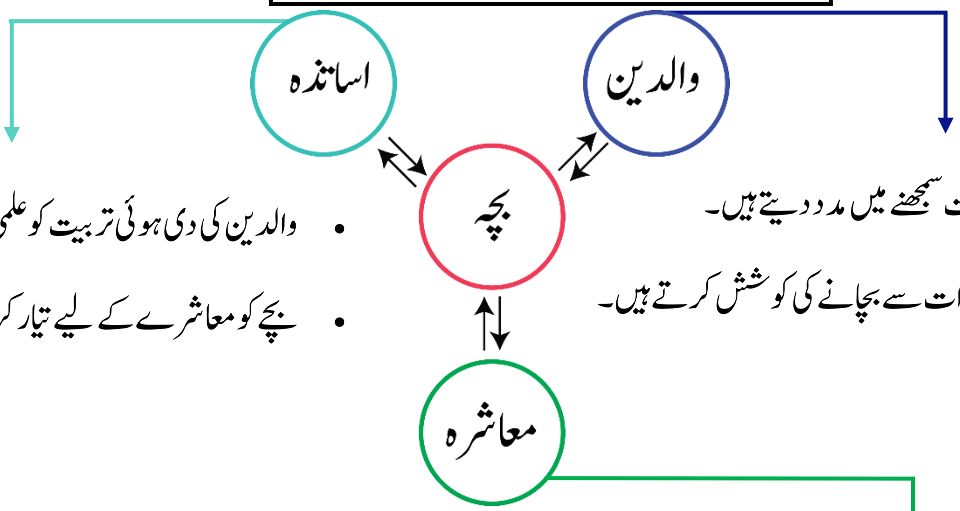

- اساتذہ کو بچے کی شخصیت سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔
- معاشرے کے منفی اثرات سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔
- والدین کی دی ہوئی تربیت کو علمی شکل دیتے ہیں۔
- بچے کو معاشرے کے لیے تیار کرتے ہیں۔
- والدین اور اساتذہ کی تربیت کو حقیقت میں ڈھالتا ہے۔
- میڈیا، دوست اور ماحول کے ذریعے بچے پر اثر انداز ہوتا ہے۔

بچے کی نشوونما میں تینوں عوامل کا بنیادی تعلق

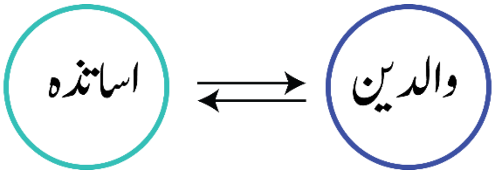

- گھر اور سکول کی ہم آہنگی: اگر دونوں ایک جیسے اصول دیں۔

بچہ کنفیوز نہیں ہوتا اور نشوونما میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

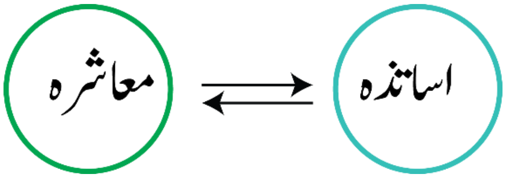

- اساتذہ بچے کو معاشرتی زندگی کے لیے تیار کرتے ہیں۔

↓

معاشرہ اس تربیت کا امتحان لیتا ہے اور کردار کی مضبوط بنانے کا سبب بنتا ہے۔

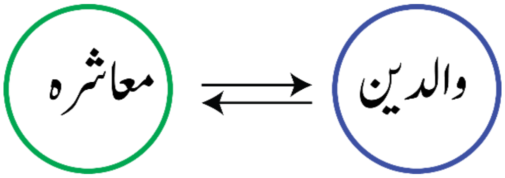

- والدین معاشرے کے اثرات کو کنٹرول کرتے ہیں۔

↓

معاشرہ والدین کے اندازِ تربیت کو متاثر کرتا ہے۔

تینوں عوامل کا بچوں کی نشوونما پر مشترکہ اثرات

اگر تینوں مثبت ہوں تو:	اگر توازن نہ ہو تو:
• مضبوط شخصیت پروان چڑھتی ہے۔	• کنفیوژن (گھر کچھ، سکول کچھ، معاشرہ کچھ)
• اچھے اخلاق نشوونما پاتے ہیں۔	• کردار میں کمزوری رہ جاتی ہے۔
• اچھی سوچ و فکر میں اضافہ ہوتا ہے۔	• غلط فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔
• عملی زندگی میں کامیابی مقدر بنتی ہے۔	• ذہنی دباؤ اور الجھن میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ:

بچے کی کردار سازی کے لیے جب تینوں عوامل کا کردار واضح ہو گیا ہے تو اب ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے بحیثیت اساتذہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ بحیثیت والدین ہمیں کیا کرنا ہو گا؟ بحیثیت معاشرہ ہمیں کیسا کردار کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم تینوں عوامل بچوں کی کردار سازی کے لیے اپنے اپنے اہداف طے نہیں کرتے تب تک ہم اجتماعی طور پر تنزلی کا شکار ہی رہیں گئے۔

حاصلِ تحقیق:

یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ تربیت کوئی محدود یا انفرادی عمل نہیں بلکہ قوم کی فکری اور اخلاقی بقا کی ضامن ہے۔ جب والدین، اساتذہ اور معاشرہ ایک مشترکہ وژن کے تحت کردار سازی کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو ایک ایسی نسل تیار ہوتی ہے جو علم و عمل، ایمان و اخلاق میں توازن رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے ساتھ جدید تربیتی بصیرتوں کا امتزاج ایک ایسی راہ فراہم کرتا ہے جو نہ صرف موجودہ چیلنجز کا مقابلہ کر سکتی ہے بلکہ مستقبل کے صالح معاشرے کی بنیاد بھی رکھ سکتی ہے۔